

اختلاف

حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

و
امیر معاویہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محقق: شیخ الاسلام مولانا عبدالقادر بدایونی

ترجمہ: مولانا شاہ حسین گردیزی

ضیاء الدین پبلیکیشنز

جی کے ۴/۲۹ سکرزائمنسٹریل کھارادرکولہی ۲

اختلاف بِحُضُورِ اللَّهِ تَعَالَى بَيْنَهُمَا عَلٰی مَعَاوِیَہ

تصنیف لطیف

شیخ الاسلام مولانا عبد القادر بدایونی

ترجمہ

علامہ شاہ حسین گردیزی

ناشر

ضیاء الدین پبلیکیشنز

جی۔ اے۔ ۲۹/۴۴ فسرانہ منزل کمارا درہ کراچی

سلسلہ اشاعت ۲

نام کتاب ————— اختلاف علی و مساویہ

مصنف ————— مولانا عبد القادر بدایونی

مستدجم ————— مولانا شاہ حسین گردیزی

ناشر ————— ضیاء الدین پبلیکیشنز کراچی

طباعت ————— بار دوم اکتوبر ۱۹۸۶ء

قیمت ————— ۴ روپے

ملنے کا پتہ

ضیاء الدین پبلیکیشنز

جی۔ کے ۴۹ فرزانہ منزل۔ نزد خالق دینا گز اسکوے

کھارادر کراچی ۲

انتساب

میں اپنی اس کوشش کو والد گرامی
مولانا سید مقبول شاہ گردیزی کے نام معنون
کرتا ہوں۔

شاہ حسین گردیزی

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	مولانا شاہ عبدالقادر بریلوی	۵	۱۵	وعدائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۲۳
۲	سبب تالیف	۷	۱۶	دونوں گروہوں کے اسلام	۲۴
۳	استفتاء	۸		پر حدیث گواہ ہے	
۴	انجواب محاربین کے	۸	۱۷	اختلاف صحابہ	۲۵
	تین گروہ		۱۸	کیا حضرت مسعودیہ باقی تھے	۲۶
۵	صحابہ پر لفظ باغی کا اطلاق	۹	۱۹	منشاء اختلاف	۲۸
۶	آئمہ دین کے اقوال	۱۰	۲۰	امام غزالی کا نقطہ نظر	۳۰
۷	خلافت کا ذکر احادیث میں	۱۳	۲۱	ایک شبہ کا ازالہ	۳۱
۸	صحابہ کی تقسیم و	۱۳	۲۲	خطا اجتہادی	۳۲
	تکسیریم		۲۳	مولانا جامی پر اعتراض	۳۳
۹	دونوں گروہ مسلمان تھے	۲۰	۲۴	امام شیعہ پر اعتراض کا جواب	۳۵
۱۰	حضرت حسن کی دبیرداری	۲۰	۲۵	حضرت مسعودیہ پر تنقید ذریعہ تعوی	۳۶
	کی اصل وجہ			کا کام ہے۔	
۱۱	صحابہ کا مرتبہ	۲۱	۲۶	مشاجرات صحابہ میں سکوت	۳۷
۱۲	تطبیق و ملتیت میں فرق	۲۱		کا حکم	
۱۳	خلافت میں اختلاف کے	۲۲	۲۷	لعنت یزید	۳۸
	وقت خلیفہ کون تھا		۲۸	آخری گزارش	۳۸
۱۴	خلافت حضرت مسعودیہ	۲۳			

شیخ الاسلام حضرت مولانا شاہ عبدالقادر بریلوی قدس سرہ

حضرت مولانا شاہ فضل رسول بریلوی علیہ الرحمہ کا اسم گرامی برصغیر پاک و ہند میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ کا شمار ان بزرگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے ہندوستان میں سب سے پہلے فتنہ و ہدایت سے لڑی۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا شاہ عبدالقادر بریلوی آپ ہی کے فخر و تکریم ہیں آپ ۱۲۵۲ھ میں مشہور دم خیز شہر بریلوی میں پیدا ہوئے یہاں جد امجد حضرت مولانا شاہ عبدالحمید بریلوی نے ہمیشہ شروع کرائی۔ مولانا نور احمد عثمانی بریلوی اور مولانا افضل حق خیر آبادی سے تحصیل علم کی۔ علامہ خیر آبادی آپ کے بڑے دراج تھے فرماتے۔

صاحب قوت قدس سرہ زمانہ میں ظاہر نہیں ہوتے۔ وقتاً بعد وقت اور عمر بعد عمر پیدا ہوتے ہیں۔ اگر اس زمانہ میں کسی کا وجود مانا جائے تو یہ ہیں اور فرماتے۔

ان کے ذہن کی جوت و سلامت ابوالفضل و فیضی کے اذان کی جوت کو ات کر دیتی ہے۔

حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کے تلامذہ میں مولانا فیض الحسن سہارنپوری۔ مولانا ہدایت اللہ خاں رامپوری، مولانا عبدالحمید خیر آبادی اور مولانا عبدالقادر بریلوی غلہ ار بعد لکھے جاتے تھے لیکن مولانا عبدالحمید خیر آبادی فرماتے تھے کہ اول الذکر تین تلامذہ کسی خاص فن میں یکساں روزگار میں مگر مولانا عبدالقادر بریلوی تمام فنون میں یکساں روزگار میں۔

آپ نے تکمیل علوم کے بعد اپنے والد مولانا افضل رسول بریلوی سے سند حدیث حاصل کی اور جب اہل تہذیب و حرمین شریفین گئے تو حضرت شیخ جمال عمر کی سے بھی سند حدیث حاصل کی۔ آپ کو اپنے والد سے اجازت بیعت تھی۔ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں کو آپ سے بڑی عقیدت و محبت تھی۔ ایک قصیدہ میں آپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

میں بھی دیکھوں جو تو نے دیکھا ہے روز سنی وصف محب رسول
صفام وہ پہ تو نے جو دیکھا وہ مجھے بھی دکھا محب رسول
اں یہ سچ ہے کیاں وہ آگاہ کہاں آگاہ پہلے دلا محب رسول
آپ عرصہ دراز تک علوم و فنون کی تدریس میں مشغول و منہمک رہے۔ اس زمانہ کے
بعض تلامذہ کے نام یہ ہیں۔ مولانا محب احمد بریلوی۔ مولانا فضل احمد بریلوی۔ مولانا فضل حمید
بریلوی۔ مولانا شاہ عبدالصمد مودودی۔ مولانا محمد حسن منجیل۔ مولوی عزیز الرحمن مفتی دیوبند
آپ کی تصانیف بے شمار ہیں جن میں بعض کے نام یہ ہیں۔
(۱) حقیقۃ الشفاعۃ علی طریق اہل السنۃ (۲) شفاء المسائل
تحقیق المسائل (۳) سیف الاسلام (۴) ہدایۃ الاسلام (۵) تائید خدایوں
(۶) تصحیح العقیدۃ فی باب امیر المعادین (۷) المناصب فی تحقیق
مسائل المصافحہ۔
ایک معتد کی علالت کے بعد بروز اتوار ۷ جمادی الاخری ۱۳۹۱ھ میں بریلوی
میں انتقال ہوا اور والد ماجد کے پہلو میں دفن ہوئے۔
زیر نظر رسالہ اختلاف علی و معاویہ "مولانا عبدالقادر بریلوی کے ایک نایاب سالہ
تصحیح العقیدۃ فی باب امیر المعادین" کا اردو ترجمہ ہے جو ہمارے پیشکش شدہ ہے
مطبوعہ اہلباب ہند میرٹھ میں طبع ہوا تھا۔ میرے جوان مرگ دوست حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ ہزاروی
اور محترم و محترم دوست صاحبزادہ خواجہ رضی حیدر مدظلہ العالی نے حکم دیا کہ اس کا اردو ترجمہ
کر دو۔ میں نے ان حضرات کی خواہش کی تکمیل کرتے ہوئے اس کا ترجمہ کر دیا۔ لیکن افسوس
کہ حضرت مولانا عبدالصمد ہزاروی رسالہ کی اشاعت سے پہلے ہی اس جہان فانی سے کوچ
کر گئے۔ میں عزیز و ولی حیدر زکریا کا مشکور ہوں جنکی سعی و کوشش سے یہ رسالہ رونق
سے آراستہ ہو کر آپ کے انمول ہین پہنچا ہے۔
مفتی دُعا

مفتی حسین گروتی

سیدنا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الكريم الوهاب. والصلاة والسلام على من ادق فضل
الخطاب. سيدنا ومولانا محمد الشافع الشافع يوم الحساب وعلى آله خير
آل وصحابه خير اصحاب. وعلى سائر الاولياء والاخواب۔

رب الارباب کی درگاہ کا بندہ فقیر سید حسین حیدر حسینی قادری
ما بعد ابرکاتی مار سبروی (اللہ تعالیٰ اسے بہتر مقام عطا فرمائے) اہل
اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے
تمام صحابہ کرام کی تعظیم و تحکیم دین متین کے فرائض و واجبات سے ہے۔ اور ان کے
بارے میں خیر کے بغیر کف لسان شرع بین کے لوازمات سے ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام
کی فضیلت سرور انام صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور خط و نذر و الجلال کی کتاب
کی آیات سے ثابت ہے وہ اخبار مورخین جو سوا اعتقاد کی بنیاد ہیں بعض جاہل
راویوں اور بعض رافضیوں سے منقول ہیں جن کے باطل ہونے میں کوئی کلام نہیں
اس کے باوجود کچھ لوگ ایسے ہیں جو مذہب اہلسنت و جماعت کے اعتقاد کا دعویٰ
کرتے ہیں لیکن ان کو بعض صحابہ کرام سے سوا عقیدت ہی نہیں بلکہ ان کے بارے میں
استحقاق و اہانت آمیز کلمات استعمال کرتے ہیں اس لئے میں نے صرف دین کے درد
اور محبت ایمان کی بنا پر یہ مسئلہ علماء اہلسنت کی خدمت میں پیش کیا اور ان سے
جواب لے کر انادہ عام کے لئے اسے طبع کرایا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو بہتر توفیق
عطا فرمائے اور اس کا خیر کا ثواب اس فقیر حق کو عطا فرمائے آمین اور اس مسئلے

کا نام تصحیح العقیدہ فی باب امیر الملوہ رکھتا ہوں اور ناخرین سے امید رکھتا ہوں کہ وہ دعائے خیر میں یاد رکھیں گے اور غلطی و خطا سے دیگر فرمایاں گے۔

وما توفیقہ الا باللہ العلیٰ العظیم

استفتاء

سوال۔ جمہور محققین اہلسنت و جماعت کے مذہب مختار میں محاربین عہد خلافت جناب مرتضوی پر علی الاطلاق حکم کفر صحیح ہے یا نہیں۔

حضرت علامہ حضرت زبیر حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم و تکریم کرنی یعنی لفظ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے لئے لازم ہے یا لعل و تحقیر سے یاد کرنا اور کوئی شخص ان حضرات کی تحقیر سے اہلسنت سے خارج ہوتا ہے یا نہیں؟
الجواب محاربین کے تین گروہ [جمہور محققین اہلسنت کے مذہب مختار میں] جیسے کہ عقائد احادیث اور اصول کی کتب معتبرہ سے ثابت ہے خاتم الخلفاء الراشدین حضرت امیر المومنین (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے محاربین کے تین گروہ تھے جو کہ اس فقہ میں شامل تھے۔ ان میں سے کسی گروہ کو بھی کافر نہیں کہا جاسکتا۔ بہر حال ان تین گروہوں میں فرق یہ ہے کہ جنگ جمل کے محاربین کے سربراہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے جو کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں اور حضور علیہ السلام کی زوجہ محبوبہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ ان کی غرض جدال و قتال نہ تھی بلکہ مسلمانوں کے حال کی اصلاح پیش نظر تھی لیکن اچانک جنگ چھڑ گئی۔ ان تینوں حضرات کا رجوع معتبر روایات سے ثابت ہے باوجود اس کے کہ خطائے اجتہاد وہی ایک ثواب کی مستوجب ہے پھر بھی ان حضرات نے رجوع کیا۔ ثواب جب ان حضرات نے رجوع کر لیا تو ان پر لفظ باغی کا اطلاق حقیقتاً درست نہیں ہے۔ جنگ صفین کے محاربین کے سربراہ حضرت معاویہ اور عمرو بن عاص یہ

دونوں حضرات بھی صحابہ کرام میں سے ہیں۔ یہ بھی اشتباہ میں پڑے اور اپنی غلطی سے بار بار قتل و قتال پر اصرار کرتے رہے۔ اس گروہ نے بھی خطا اجتہاد کی وجہ سے کی لیکن ان کی خطا واجب الانکار ہے۔

ان حضرات پر لفظ باغی کے اطلاق کے صحابہ پر لفظ باغی کا اطلاق [بارے میں اختلاف ہے۔ صحیح قول یہی

ہے کہ ان حضرات پر لفظ باغی کا اطلاق درست ہے لیکن جمہور اہلسنت کے مذہب میں ان کی تعظیم و تکریم شرف صحابیت کی وجہ سے ضروری و لازمی ہے اس لئے کہ شرعاً وہ بغاوت و خطا جو عمدتاً واقع نہ ہوئی ہو فتن و عصیان کو مستلزم نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی شریح عنہ **مَنْ خَانَ الْخَطَا وَ الشَّيْءَ دَمِي** امت سے خطا و نسیان کو اٹھایا گیا ہے) اس پر شاید ہے اور صحابہ کرام کی خطائیں معاف ہیں کیونکہ یہ حضرات نہ تو معصوم ہیں اور نہ ہی معذور بلکہ عند اللہ ماجور ہیں۔ اس خطا کی وجہ سے ان کی شان میں بے ادبی کرنا اور ان کی تعظیم و تکریم سے رکنا اہلسنت سے خارج ہوتا ہے اور مذہب اہلسنت

میں یہ ہے کہ حضرت امیر (علی) فرماتے ہیں کہ اخواننا بغوا علینا اربھارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کی) اس سے زیادہ ظعن جناب مرتضوی پر ظعن ہے۔ اس مسئلے کی تفصیل احیاء العلوم، یواقیت، شرح فقہ اکبر، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مجمع البحار صواعق محرقة اور شفا قاضی عیاض میں دیکھنی چاہئے۔

صفحہ ۱۰ کا تیسرا حصہ، امام عسقلانی تقریب التہذیب جو کہ اس امر حال میں معبر کتاب ہے فرماتے ہیں عمرو بن عاص ابن وائل مشہور صحابی ہیں، صلح مدینہ والے سال مسلمان ہوئے۔ دوبارہ مصر کے حاکم بنائے گئے آپ ہی نے مصر فتح کیا اور وہیں انتقال فرمایا ۱۲ھ

اور وہ جو متاخرین شیعہ و سنی کی بعض کتب منانہ میں آتا ہے ان کی بنا تاریخی واقعات اور مبہم و مجمل الفاظ ہیں جنہیں تسلیم و تنزل کے طور پر سلف کے تصریحات عقائد کے خلاف لکھا گیا ہے اور ان پر اعتقاد کا مدار نہیں ہے۔ جمہور محققین حضرات صوفیہ محدثین فقہاء اور متکلمین کا مذہب متنازعہ یہی ہے اور اس کا انکار کھلی گمراہی ہے۔

آئمہ دین کے اقوال یہاں پر بعض آئمہ دین کے اقوال اختصار کے ساتھ نقل کئے جاتے ہیں۔ امام عسقلانی تقریب التہذیب میں حضرت معاویہ پر کلام کرتے ہوئے حضرت ابوسفیان کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ابوسفیان بن صخر بن حرب بن امیہ ابن عبد الشمس بن عبد مناف الاموی ابوسفیان مشہور صحابی ہیں فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے ۳۲ھ میں انتقال فرمایا۔ علامہ رد قان شرح مواہب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاتبوں کے ذیل میں حضرت ابوسفیان کے متعلق فرماتے ہیں۔ اَشْكَمُ فِي الْفَتْحِ وَكَانَ مِنْ الْمُؤَلَّفَةِ ثَمَرَةً اسلَامُہُ فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے پہلے مولفۃ القلوب سے تھے پھر ان کا اسلام حسن ہو گیا، حضرت معاویہ اور حضرت عبداللہ ابن عباس نے آپ سے احادیث رسول روایت کی ہیں اور اسی میں ہے۔ معاویہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیہ الاموی ابو عبد الرحمن الخلیفہ صحابی تھے فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے۔ کاتب وحی بھی رہے۔ ۳۲ھ ماہ رجب میں انتقال فرمایا۔ تقریباً استی سال عمر مکی امام بخاری نے اپنی صحیح میں لکھا کہ حضرت ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ نے عشاء کی نماز کے بعد ایک رکعت وتر پڑھی آپ کے پاس مولیٰ ابن عباس بھی موجود تھے جب حضرت ابن عباس تشریف لائے تو انہوں نے یہ بات آپ سے بیان کی اس پر حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ دَعَا فَوَاقَا قَدْ صَحِبَ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (انہیں چھوڑ دینے کے یہ رسول کے صحابی ہیں) ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا اِنَّهُ فَقِيهٌ فِي الْحَدِيثِ (یہ حدیث کی سمجھ رکھنے والے ہیں) تو اب صحیح بخاری کی روایت سے حضرت عبداللہ ابن عباس کے ارشاد کے مطابق آپ کا صحابی و فقیہ ہونا اور آپ پر اعتراض سے رکنا ثابت ہو گیا۔ مجتہد الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہ جو علما و ظاہر و باطن کے امام ہیں اپنی کتاب احیاء العلوم میں جو کہ فن تصوف میں اپنی نظیر نہیں رکھتی فرماتے ہیں کہ تمام مشائخ کرام کا مقبول و مسلم فرمان اور اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کو پاک سمجھنا اور ان کی ایسی تعریف و توصیف کرنی جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی ہے اور مَا جُلِيَ بَيْنَهُ مَعَادِيكُ وَ عَلَيَّ كَانَتْ مَبْرِيَا عَلَيَّ الْآخِرِينَ (جو کچھ حضرت معاویہ اور حضرت علی کے درمیان ہوا وہ اجتہاد پر مبنی تھا)

امام شعرانی البیہاقیت و الجواب فی بیان عقائد الاکابر (جس میں انہوں نے مشائخ کرام کے عقائد حضرت شیخ اکبر کے کلام سے خصوصاً اور دیگر اکابر طریقت کے اقوال سے عموماً جمع کئے ہیں) میں فرماتے ہیں اکثالیسویں بحث مشاجرات صحابہ میں خاموشی کے واجب ہونے کے بیان میں اس بات کا اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ وہ عند اللہ ماجد ہیں اور بالاتفاق اہلسنت تمام صحابہ عادل و منصف ہیں جو ان فتنوں میں شریک ہوئے یا کفارہ کش رہے اور ان کے تمام جھگڑوں کو اجتہاد پر محمول کیا جائے ورنہ ان کے بارے میں بڑے گمان کا حاسب لیا جائے گا اس لئے کہ ان امور کا منشا ان حضرات پر عیب جوئی کرنا ہے اور یہ بات بھی ہے کہ ہر مجتہد مصیب ایک اجر پائے گا اور غلطی معذور و ماحود ہوگا۔

ابن الانباری فرماتے ہیں اس سے مراد اتہام کے بعد عصمت کا ثبوت نہیں

بلکہ اس سے مراد ان کے اثبات عدالت اور تقویٰ و پرہیزگاری کی بحث کے متعلق میں پڑے بغیر اپنے دین کے سلسلے میں ان کی روایات کو قبول کرنا ہے اگر کوئی ایسی چیز ہمارے علم میں آئے جس سے صحابہ کی عدالت پر عیب لگ رہا ہو تو ہمیں چاہئے کہ ہم ان کی صحبت رسول کو یاد کریں اور بعض اہل سیر نے جو لکھا ہے اس کی طرف توجہ نہ کی جائے اس لئے کہ ان کی روایات درست نہیں ہوتی اور اگر درست بھی ہوتی تو ان کی صحیح تاویل ہو سکتی ہے۔

یہ مقام غور ہے کیونکہ پورے دین و مذہب پر کیسے طعن و تشنیع کی جاسکتی ہے۔ ہم رسول اللہ سے جو کچھ بھی ملا ان کے واسطے اور وسیع سے ملا تو جس نے صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کی گویا کہ اس نے پورے دین پر طعن و تشنیع کی صرف حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص کے بارے میں نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام کے بارے میں زبان طعن و تشنیع دراز نہ کی جائے اور صحابہ کرام کی اہل بیت پر جو کچھ بعض روافض سے منقول ہے اس کی طرف قطعاً توجہ نہ کی جائے کیونکہ ان حضرات کا یہ جھگڑا بڑا قریب ہے اور یہ بھی ہے کہ یہ جھگڑا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد اور صحابہ کے مابین ہے اس لئے اس کا فیصلہ آپ ہی پر چھوڑ دیا جائے۔ علامہ کمال ابن ابی شریح نے فرماتے ہیں حضرت علی اور حضرت معاویہ کے مابین اختلاف کا مقصد حکومت و امارت کا استحقاق نہیں تھا بلکہ اختلاف منازعت کا سبب قتل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص کا تھا۔ حضرت علی قصاص میں تاخیر کو زیادہ مناسب سمجھتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ جلدی سے حکومت میں اضطراب و انتشار پڑے گا اور حضرت معاویہ قصاص میں تعمیل زیادہ مناسب سمجھتے تھے۔ دونوں مجتہد عند اللہ ماجور و مشاب ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کا منشاء اختلاف یہی تھا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی غنیۃ الطالبین میں خلافت علیؑ کے بیان میں لکھتے ہیں کہ امام احمد ضبیل نے

حضرت علیؑ حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ حضرت معاویہؓ اور حضرت عائشہؓ کے مابین جھگڑوں و نفرتوں اور دشمنی سے کف لسان کی تفصیل فرمائی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو ان باتوں سے قیامت کے دن پاک فرمادے گا جیسے کہ اس کا ارشاد گرامی ہے۔ وَنَزَعْنَا مِنْ فَمِ صَدُورِهِمْ مِنْ قُلُوبِهِمْ مَا فِيهَا مِنْ شَيْءٍ متفق علیہ۔ (اور جو کچھ ان کے دلوں میں کینہ ہو گا اسے ہم دور کر دیں گے۔ بھائی بھائی کی طرح آگے سامنے تختوں پر رہیں گے) اس جنگ میں حضرت علیؑ حق پر تھے کیونکہ ان کی خلافت و امامت پر صحابہ کرام میں اہل حل و عقد اتفاق فرما چکے تھے اس کے بعد جس نے ان کی بیعت کا قدارہ اپنی گردن سے اتار دیا وہ باغی اور امام پر خروج کرنے والا تھا۔ اس صورت میں اس کا قتل جائز تھا اور جنہوں نے حضرت معاویہؓ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی طرف سے جنگ کی وہ خلیفہ برحق حضرت عثمان ابن عفانؓ جنہیں ظلماً قتل کیا گیا کا قصاص طلب کر رہے تھے جبکہ قاتل حضرت علیؑ کے لشکر میں تھے۔ اکثر لوگ اس کی مختلف تاویلیں کرتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک سکوت سب سے بہتر ہے ان حضرات کی روحیں اللہ رب العزت کے پاس ہیں وہ احکم الحاکمین اور بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

ہمارا کام عیوب سے نفس کی اور گناہوں سے دل کی تطہیر اور موبقات امور سے اپنے ظاہر کو پاک کرنا ہے۔ بہر حال حضرت معاویہؓ ابن ابی سفیانؓ کی خلافت حضرت علیؑ کی وفات حضرت حسنؓ کی خلافت سے دستبرداری اور حضرت معاویہؓ کو سوئچ دینے کے بعد ثابت و درست ہے حضرت حسنؓ غور و فکر کے بعد مصلحت عامہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے خلافت حضرت معاویہؓ کو سپرد کر کے مسلمانوں کو خون ریزی سے بچا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی پر پورے آئے۔ کیونکہ آپ کا فرمان تھا۔ اِجْنِ هَذَا سَيْدَ لَعْلٍ اللہ یصلح بہ بیت منین من المسلمین میرا

یہ بیٹا سردار ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دیگر دہوں میں صلح کرائے گا) حضرت حسنؑ کے بعد حضرت معاویہ کی امامت واجب ہو گئی اور اس اتحاد و اتفاق والے سال کو عَامُ الْاِجْمَاعِ (اجتماع کا سال) کہا جانے لگا۔ اس لئے کہ تمام لوگوں نے اختلاف ختم کر کے حضرت معاویہؓ کے ساتھ پر بیعت کر لی اور اس کے علاوہ کوئی اختلاف تھا بھی نہیں۔

خلافت کا ذکر احادیث میں | آتا ہے آپؐ فرماتے ہیں تَذَدُّمُ رَحْمَةِ

الْاِسْلَامِ خَمْسًا وَثَلَاثِينَ سَنَةً اَوْ سِتَّةً وَثَلَاثِينَ (اسلام کا چھٹی (۳۵ یا ۳۶ سال کو پھرے گی) یہاں پر چھٹی سے مراد دین میں قوت ہے اور تیس سے پانچ سال اور اس کے ۹ سال حضرت معاویہ کے دور خلافت میں شامل ہیں کیونکہ تیس سال تک حضرت علیؑ کی خلافت رہی۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غنیہ صحابہ کی تعظیم و تکریم | اطابین میں فرماتے ہیں:-

اَفْقَى اَهْلِ السُّنَّةِ عَلٰى وَجْهِ الْكَلَمِ فِيمَا شَجَر بَيْنَهُمْ وَالْاَمْسَاكُ عَنْ مَسَاوِيهِمْ وَاعْلَاهَا فَضْلُهُمْ وَتَسْلِيْمُهُمْ اِلَى اللّٰهِ فَرَدَّ جَلَّ عَلٰى مَا كَانَتْ۔

(اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام کے آپس کے اختلافات اور ان کی برابری سے خاموشی اختیار کرنی ضروری ہے اور ان کے فضائل محاسن کا اظہار کرنا اور ان کے تمام معاملات جیسے بھی تھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا)

حضرت علیؑ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اختلاف کے بارے میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور ہر صاحب فضل کو

اس نے حصہ عطا فرمایا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں آتا ہے۔

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا مِنْ بَعْدِهِمْ لِقَوْلٍ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيْمٌ

(ترجمہ) اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے یہ دعا کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دے۔ اے ہمارے رب تو توڑا شیفتہ ہے بڑا مہربان ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔

(ترجمہ) یہ ایک جماعت جو گزر چکی۔ ان کا کیا ان کے آگے آئے گا اور تمہارا کیا تمہارے آگے آئے گا اور جو کچھ وہ کرتے رہے ان کی پوچھ گچھ تم سے نہ ہوگی۔

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:-

اِذَا ذَكَرَ اصْحَابِي فَاَمْسِكُوا۔

(ترجمہ) جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو اپنی زبانوں کو قابو میں رکھو۔

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:-

وَاِيَاكُمْ وَمَا شَجَرَ بَيْنَ اصْحَابِي فَلَا تَفْتَقِ اَحَدُكُمْ مِثْلَ اَحَدٍ ذِيْهَا

(میرے صحابہ کے آپس کے اختلاف کے بارے میں خاموش رہو تم میں اگر کوئی احد پہاڑ جتنا۔

ما يبلغ مذاحدهم ولا تصيفه۔

(سونا خرچ کر دیں تو ان جیسا ثواب نہیں پا سکتے بلکہ اس کا نصف ثواب بھی حاصل نہیں کر سکتے)

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں۔

لَا تَبْنُوْا اَصْحَابِيْ فَمَنْ سَبَّكُمْ فَعَلَيْكُمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ

میرے صحابہ کو دشنام نہ دو جس نے میرے صحابہ کو دشنام دیں اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

اور حضرت انس بن مالک سے جو حدیث ثمرین مروی ہے کہ آپ فرماتے ہیں

لَوْ بَدِئْتُ بِمَنْ نَزَلَتْ رَأْسِيْ مِنْ رَأْسِيْ مَا بَدِئْتُ بِهِ۔

اس آدمی کے لئے خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا اور اس شخص کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اخْتَارَ لِيْ وَاخْتَارَ لِيْ اَصْحَابِيْ فَجَعَلَهُمُ الصَّاهِي

وَجَعَلَهُمُ اَصْحَابِيْ دَالَهُ يَحْيٰى اَخِرَ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَقْصُرُوْهُمْ

اَلَا فَلَآ تَوَاكَلُوْهُمْ اَلَا فَلَآ تَشَارَبُوْهُمْ اَلَا فَلَآ تَتَخَوَّاهُمْ اَلَا

فَلَآ تَصْلُوْا مَعَهُمْ وَلَا تَصْلُوْا عَلَيْهِمْ عَلَيْهِمْ حِلَّةٌ مِنَ اللّعْنَةِ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند کیا اور میرے لئے میرے صحابہ کو پسند کیا

میرا مددگار اور رشتہ دار بنایا، عنقریب آخری زمانہ میں ایک قوم آئے گی جو ان حضرات

پر تنقیدیں کرے گی خبردار ان کے ساتھ نہ کھانا خبردار ان کے ساتھ نہ پینا۔ خبردار

ان کے ساتھ نکاح نہ کرنا خبردار ان کے ساتھ نماز نہ پڑھنا اور نہ ان پر جنازہ پڑھنا

ان پر لعنت کرنی بھی جائز ہے۔

حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

لَا يَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِيْ نَحْتِ الشَّجَرَةِ

(جن لوگوں نے درخت تلے بیعت کی ہے ان میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں نہیں جائے گا)۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ہے کہ

اطلِعَ اللّٰهُ عَلَى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اَعْلَمُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غُفِرَتْ لَكُمْ

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَبْلَ بَدْرٍ بِرِجْوَةٍ هُوَ اَوْ فَرَمٰى اِيْسَ نَ تَهِيْسَ مَعَاْفَ كَرِيَا هَ هُوَ

چاہو کرو)۔

حضرت عید اللہ بن عمر سے مروی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

اَلَمْ اَصْحَابِيْ مَعْلُومٌ اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ اَخَذْتُمْ اَخَذْتُمْ اَخَذْتُمْ اَخَذْتُمْ

(بے شک میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں آپ جس کے قول پر عمل کریں گے

ہدایت پائیں گے)۔

حضرت ابن بربیدہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

مَنْ ثَمَاتٍ مِنْ اَصْحَابِيْ بَا نَزَلَ مِنْ جَعَلَ شَفِيْعًا لَّاهِلٍ تِلْكَ اَلْاَوْفَى

(میرا جو صحابی جس علاقے میں انتقال کرے گا وہاں کے لوگوں کا شفیع ہو گا)۔

حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں جس نے اصحاب رسول کے اہانت میں

ایک کلمہ بھی کہا وہ اہل ہوا میں شامل ہے۔ علامہ قاضی عیاض شفا میں فرماتے ہیں

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و تکریم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ آپ کے

صحابہ کی تعظیم کی جائے ان کے ساتھ نیکی کی جائے ان کے حقوق کو پہچانا جائے اسی

طرح ان کی اقتدار کرنی شدہ الفاظ میں تعریف و توصیف کرنی اور ان کے آپس کے

اختلافات سے کٹ لسان کرنا ان کے دشمنوں سے دشمنی کرنا۔ موصوفین کے اقوال

کہ بیعت حدیبیہ کی حدیث اشاہد ہوتی ہے۔

گمراہ شیعوں اور بدعتیوں کی بے سرو پا روایتوں سے اعتراض کرنا اور ان کے آپس کے جھگڑوں اور اختلافات کو ابھیلنا ویدیت پر محمول کرنا اور وہ ان تمام باتوں کے اہل بھی ہیں۔ اسی طرح انہیں بڑائی سے یاد نہ کرے بلکہ ان کے حسنات اور فضائل بیان کرے اس کے علاوہ تمام باتوں سے خاموشی اختیار کرے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو نہ بانوں کو قابو میں رکھا کرو اور اسی مقام پر ہے کہ ایک آدمی نے حضرت معالی بن عمر بن عبد العزیز کے سامنے حضرت معاویہ کے بارے میں کچھ بری بات کی تو وہ غصے میں آگئے اور فرمایا کہ رسول اللہ کے صحابہ کو کس پر قیاس نہ کیا جائے حضرت معاویہ صحابی ہیں رسول اللہ کے رشتہ دار ہیں کاتب رسول ہیں اور وحی کے امین ہیں۔ امام نووی شرح مسلم کتاب الزکوٰۃ میں حدیث یکون فی امتی فرقۃ تخرج منہ بینہما مارۃ علیٰ قسۃ علیہم اور لیہم بالحق کے تحت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ پر ظاہر فرمادیا تھا کہ وہ حق پر ہیں اور حضرت معاویہؓ کے گروہ نے ان سے بغاوت کی ہوئی ہے اور اسی میں یہ تصریح بھی ہے کہ دونوں گروہ مومن ہیں اور اس جدال قتال سے ایمان سے بھی خارج نہیں ہوئے اور فاسق بھی نہیں ہوئے یہی ہمارا اور ہمارے اصحاب کا مذہب ہے اور امام نووی شرح مسلم کتاب الفتن میں فرماتے ہیں جانتا چاہئے کہ وہ خرن ریزی جو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے مابین واقع ہوئی ہے وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے اور اہل السنۃ والحق کا مذہب یہ کہتا ہے کہ ان کے ساتھ حسن ظن رکھو۔ ان کے آپس کے اختلافات سے خاموشی اختیار کرو ورنہ ان کے قتال و جدال کی تاویل یہ ہے کہ وہ مجتہد اور تاویل کرے وائے تھے۔ انہوں نے یہ اختلاف معصیت اور دنیا کی ہوا و حرص کے لئے نہیں کیا بلکہ ان دونوں گروہوں میں ہر ایک یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا

مخالفت غلطی پر ہے۔ اس صورت میں قتال واجب تھا تا کہ اللہ تعالیٰ دونوں گروہوں میں فیصلہ فرمادے چنانچہ اس اجتہاد میں بعض نصیب اور بعض غلط تھے لیکن معذور فی الخطا تھے اس لئے کہ مجتہد سے جب خطا ہو جائے تو اسے مجرم نہیں ٹھہرایا جاتا ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ان جنگوں اور لڑائیوں میں حضرت علیؓ کا اجتہاد نصیب اور درست تھا۔ اہل سنت کا مذہب بھی یہی ہے۔ اسی طرح امام نووی شرح مسلم میں حدیث قال نعم ما تقتلک فقتلہ اباعیہ (اے عمار! مجھے باغی گروہ قتل کرے گا) کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت علیؓ کی اصابت اور حق پر ہونے اور دوسرے گروہ کے باغی ہونے پر واضح دلیل ہے چونکہ دوسرا گروہ بھی مجتہد تھا اس لئے وہ مآخوذ اور معصوب نہیں ہے جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے کئی مقامات پر وضاحت کی ہے۔ علامہ زرقانی تو قریب صحابہ اور جہاں مؤرخین کی منقولہ مطاعنہ روایات سے عدم التعلق کی وضاحت کے بعد فرماتے ہیں کہ ان حضرات کے مابین جو منازعات اور محاربات تھے ان کے محامل اور تاویلات ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک نے اپنے اجتہاد کے تقاضے کو پورا کیا۔ اگرچہ اس میں غلطی بھی ہوئی جیسا کہ حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے ساتھ کیا حالانکہ بالفاق اہل حق حضرت علیؓ حق پر تھے لیکن حضرت معاویہؓ اپنی غلطی کے باوجود عند اللہ مآجور ہیں۔ اور علامہ زرقانی شرح مواہب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص کے بیان میں فرماتے ہیں۔ تمام صحابہ تعدیل الہی اور تعدیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عادل ہیں جس کا ثبوت قلوبہر کتاب اور سنت سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے محمد الرسول اللہ والذین معہ الا یہ۔ علامہ ابن الانباری نے اس طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ دوسرے راویوں کی طرح ان کی شہادت اور روایت میں کسی کو بحث نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ خیر الامت ہیں اور جن حضرات

سے چوری اور زنا ایسی غفلت سرزد ہوئی ہے اسے اقتضاً بشری پر محمول کیا جائے گا اور جس عمل سے دوسروں کو فاسق کہا جاتا ہے انہیں نہیں کہا جاسکتا جیسا کہ علامہ جد سے الدین علی نے شرح جامع الجوامع میں لکھا ہے کہ ایسے افراد کی شہادت قابل قبول نہیں کی جائے گی ہاں یہ فرض ہے کہ اگر ان میں سے کسی سے گنہ گریہ سرزد ہو تو اس پر حد لگے گی۔

علامہ زرقانی نے حضرت حسن اور حضرت دونوں گروہ مسلمان تھے معاویہ کے مابین صلح والی حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس فتنے میں شامل دونوں گروہوں میں کوئی ایک مسلمان بھی نہ قتل اور نہ فعلاً اسلام سے خارج ہوا۔ مگر ایک گروہ مصیب اور دوسرا محض تھا اور دونوں ہی اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔

حضرت حسن کی دستبرداری کی اصل وجہ علامہ قسطلانی شرح بخاری باب عدم النبوۃ میں حدیث ذَلَعَنَ اللَّهُ يُضْعَبُ بِهِ بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ کے ذیل میں فرماتے ہیں ہاں فتنوں سے مراد حضرت معاویہ بن ابی سفیان کا گروہ اور حضرت حسن بن علی کا گروہ ہیں جنہوں نے ان کے ہاتھ پر مرنے کی بیعت کی ہوئی تھی۔ ایسے لوگوں کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ خلافت کے سب لوگوں سے زیادہ حق دار حضرت حسن بن علی تھے لیکن ان کے ورع و تقویٰ اور رغبت مع اللہ نے انہیں دنیاوی حکومت سے دور رکھا۔ آپ کی طرف سے صلح کی پیش کش کمزوری اور قلت شکر کی وجہ سے نہیں تھی۔ قولہ من المسلمین اس بات کی دلیل ہے کہ اس فتنے میں شامل دونوں گروہوں میں سے کوئی ایک بھی قتل یا فعلاً اسلام سے خارج نہیں ہوا۔ دونوں گروہوں میں سے ایک مصیب اور دوسرا محض ہے لیکن عند اللہ دونوں مایوس و مثاب ہیں۔

حضرت معاویہ کے لئے دعا | علامہ ملا علی قاری مرقاة شرح مشکوٰۃ بلذاتی

باب مناقب صحابہ میں حدیث عن النبی صلی اللہ علیہ ا﷑ قال لعماد یہ اللہم اجعلہ عادی و مہدیابیہ و راہد بہ کے ضمن میں فرماتے ہیں لَإِنْ بَيَّنَّا بِهٖ اَنْتَ دُعَا الْيَتِيْمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّحِبًا بِهٖ فَسَنُكَانَ هٰذَا خَاسِرًا كَيْفَتَ يُزَيِّنُ بِنَ حَقِّهِ (بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مستجاب ہے تو جس کی ایسی حالت ہے اس کے بارے میں کیسے شک کیا جاسکتا ہے)

ملا علی قاری مرقاة جلد شان میں دوسروں پر صحابہ کرام صحابی کا مرتبہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی حضرت ابن مبارک سے حضرت معاویہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں سوال کرتا کہ ان میں سے کون افضل ہے تو آپ فرماتے حضور علیہ السلام کے ساتھ جاتے ہوئے حضرت معاویہ کے گھوڑے کے ناک میں جو غبار داخل ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز سے بہتر ہے۔

قطعیت اور ظنیت میں فرق ہے بحر المذاہب میں ہے کہ المذہب قطعیت اور ظنیت میں فرق ہے رجاء کا تعظیم صحابہ کے وجہ پر ان کی اچھی باتوں کے ذکر اور ناپسندیدہ باتوں سے خاموشی پر اجماع ہے اس لئے کئی آیات و احادیث ان کے فضائل و مناقب میں وارد ہیں ان حضرات کے بارے میں طعن و تشنیع سے رکنا واجب ہے وہ آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ جو تمام صحابہ کی فضیلت میں تھیں لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ارہاب سیر نے حضرت معاویہ حضرت عمرو بن عاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس سے صرف نظر کرنی چاہئے اور ان کی باتوں پر توجہ نہیں دینی چاہئے اس لئے کہ ان کی صحبت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم قطعی ہے اور ارہاب سیر کے اقوال ظنی ہیں اور جو چیز ظن سے منقول ہو وہ قطعی سے مزاحم نہیں ہو سکتی اس کے علاوہ حضور علیہ السلام کا

ارشاد ہے جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو اپنی زبانوں کو قابو میں رکھا کرو اور جو آدمی بھی ان حضرات کے بارے میں کوئی بات سنے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس میں غور کرے صرف کتاب میں دیکھنے سے ان کی طرف نسبت نہ کرے غور و خوض کے بعد جب ایک چیز ثابت ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کی اچھی تاویل کرے اور اسے درست خارج پر محمول کرے کیونکہ ان کے تمام اختلافات کی تمام دلیلیں ہو سکتی ہیں۔ خلافت میں اختلاف سے وقت خلیفہ کون تھا | اسی طرح ائمہ دین کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہ حضرت علی کے دور میں خلیفہ نہیں تھے بلکہ حضرت علی کی وفات اور حضرت حسن کے امر خلافت ان کے سپرد کرنے کے بعد وہ خلیفہ برحق اور امام صدق مقرر ہوئے حضرت حسن کا خلافت سے دستبردار ہونا اضطراری نہیں بلکہ اختیاری تھا۔ ان پر عیب جوئی اور طعنہ زنی سے باز رہنا چاہئے اور دشنام طرازی سے احتراز کرنا چاہئے ان پر طعنہ زنی خود مطعون ہے بلکہ وہ اپنے نفس اور دین پر طعنہ زنی کر رہا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی صواعق محررقہ فرماتے ہیں کہ یہ بات اہلسنت و جماعت کے اعتقاد میں شامل ہے کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ کے مابین جو لڑائیاں ہوئی ہیں اس پر اجماع ہے کہ وہ استحقاق خلافت میں نہ تھے اور جو فتنے برپا ہوئے ان کا سبب بھی یہ نہ تھا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت معاویہ حضرت عثمان کے چچا زاد بھائی ہونے کی حیثیت سے حضرت علی سے قاتلین عثمان کو مانگتے تھے حضرت علی انہیں سپرد کرنے سے یہ گمان کرتے ہوئے احتراز کر رہے تھے کہ ان کی فوری سپردگی سے اکثر قبائل میں اضطراب پھیلے گا اور نظام حکومت تہ و بالا ہو کر رہ جائیگا۔ علامہ ابن حجر اسی صواعق محررقہ کے ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ اہلسنت کے اعتقاد میں یہ بات بھی داخل ہے کہ حضرت علی کی موجودگی میں حضرت معاویہ خلیفہ

نہ تھے البتہ انہیں اپنے اجتہاد کا ایک اجر ضرور ملے گا اور حضرت علی کو ایک اجر صرف اجتہاد پر اور دوسرا اجتہاد کے درست ہونے پر ملے گا بلکہ دس اجر ملیں گے۔ خلافت حضرت معاویہ | اسی صواعق محررقہ میں صحیح بخاری کی حدیث اس الہی ہذا سیدنا محمد بن عبد اللہ یصلیٰ علیہ وسلم بنے فتنین عظیمین من المسلمین (جو کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں ہے) کے تحت لکھے ہیں کہ اس حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے مابین صلح کا ذکر فرمایا اور یہ ہیں ہے حضرت حسن کے صلح کی درست ہونے کی دوسری بات یہ ہے کہ اس سے صلح کے بارے میں حضرت حسن کا اختیار بھی ثابت ہو رہا ہے تیسری بات یہ ہے کہ اس سے حضرت معاویہ کی خلافت کا صحیح ہونا بھی ثابت ہوا۔ ہم عنقریب اس قضیہ خلافت کا جو اس صلح پر مترتب ہوتا ہے وضاحت سے ذکر کریں گے۔

حق بات تو یہ ہے کہ اس صلح کے بعد حضرت معاویہ کی خلافت ثابت ہو گئی اور وہ اس کے بعد خلیفہ برحق اور امام صدق قرار پائے۔

دعا رسول | ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی عمیرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اللہم اجعلہ ما دیا مہدیا۔ اور امام احمد اپنی مسند میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن ساریہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا اللہم علم معاویہ الکتاب والحساب۔

تشریح پہلی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ آپ کے لئے یہ دعا فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہادی مہدی بنائے۔ یہ حدیث حسن ہے اور اسے حضرت معاویہ کی فضیلت میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ حضرت علی اور آپ کے درمیان جو جنگیں ہوئی ہیں، ان میں آپ پر انگشت نمائی نہیں کی جاسکتی کیونکہ وہ جنگیں اجتہاد پر

مبہنی تھیں وہ اگرچہ تہہ غلط کرے تو اس کا عند معقول ہونے کی وجہ سے اس کی ملامت اور مذمت بہت کم کی جائے گی۔ اسی غلطی کی وجہ سے تو وہ ایک احبار کا متفق ہو رہا ہے۔

دوسری حدیث میں بھی رسول اللہ آپ کے لئے دعا فرما رہے ہیں اور دعا رسول یقیناً مستجاب و مقبول ہے چنانچہ اس سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ جو کچھ حضرت معاذؓ نے اس سلسلے میں کیا ہے اس پر انہیں اجر ملے گا۔

دونوں گروہوں کے اسلام پر حدیث گواہ ہے |
ان کے اسلام کی بقا پر دلالت کر رہا ہے دونوں گروہ علیمہ گی میں برابر ہیں۔ کسی کی
تفسیق و تفتیح درست نہیں، اگرچہ حضرت معاویہ کا گروہ باغی تھا لیکن اس
کی تفسیق نہیں کی جائے گی۔ علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں بہر حال جو
بدعتی لوگ کہتے ہیں کہ مَنْ سَبَّهٖ وَلَعَنَهُ فَسَدَ فِيْهِ اَسْوَدُ دَحْسٍ نے ان حضرات
کو گالی دی اور ان پر لعنت بھیجی ان کے لئے طریقہ ہے (یعنی حضرات شیخین اور
حضرت عثمان کا طریقہ ہے) ان کے اس قول کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ ایسی باتیں اکثر
جہل لوگ کرتے ہیں ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو اور وہ ذلیل و رسوا ہو۔ اہلسنت
کے واضح دلائل درپیش کی تلواریں ایسے لوگوں کے سروں پر شک رہی ہیں۔

خون بہا میں تاخیر کا سبب علامہ ابن ہمام مسائرہ میں فرماتے ہیں حضرت علی اور حضرت معاویہ کی جنگ منازعت اور جھگڑے پر نہیں اجتہاد پر مبنی تھی حضرت علی کا خیال تھا کہ قاتلان عثمان بڑے قبیحے والے ہیں اور فوج میں شامس ہو گئے ہیں اب اگر کوئی فوری کارروائی سامنے آتی ہے تو اس سے نظام خلافت درہم برہم ہو جائے گا اس لئے تاخیر

زیادہ مناسب ہے یہاں تک کہ ان پر مکمل کنٹرول نہ ہو جائے کیونکہ اشتراکیت سے یہ بات منقول ہے کہ جنگ جمل کے دن حضرت علیؑ نے آواز دی کہ قاتلین عثمان ہم سے علیحدہ ہو جائیں تو ان لوگوں نے آپؐ پر بھی خروج اور قتل کی تدبیر سوچنی شروع کر دی۔

شرح عقائد اربعہ فی میں حضرت علی کے بیانات میں بہ کر ان
 اختلاف صحابہ میں جو جنگیں اور منافقتیں ہوئی وہ استحقاق خلافت میں

نہیں تھی بلکہ خطا اجتہادی تھی علامہ خیال اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں حضرت معاویہ اور ان کے گروہ نے حضرت علی سے اس اعتراض کے باوجود کہ وہ اہل زمانہ سے افضل اور امامت کے زیادہ حقدار ہیں تاہیں عثمان سے قصاص نہ لینے کے شبہ میں بغاوت کر دی۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں لا تذکرہ اصحابہ الا بخبر (صحابہ کا ذکر خیر ہی کرو) اگر ان میں کسی کی کچھ ایسی باتیں ہیں جو بغاوت شرنظر آتی ہیں تو وہ یا اجتہاد کے قہیں سے ہیں یا ایسی ہیں جن سے انکا مقصد فساد و عناد نہیں بلکہ ان حضرات سے حسن ظن کی بنا پر خیر پر محسوس کرنا چاہئے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے خیر القرون قرنی اور اذا ذکر اصحابی فامسکوا۔ اسکی جمہور علماء کا قول ہے کہ تمام صحابہ کرام قتل عثمان اور اختلاف علی و معاویہ کے پہلے اور بعد عادل ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے جسے داری نے روایت کیا ہے کہ اصحابی کا الخدم بالیہم اقتدیتم اقتدیتم علامہ ابن دقیق العید اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مشاجرات صحابہ میں دو قسم کی روایتیں منقول ہیں۔ ایک باطل اور صوٹ۔ یہ تو قابل اعتنا ہی نہیں۔ اور دوسری صحیح روایتیں۔ ان کی اچھی اور مناسب تاویل کرنی چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پہلے ان کی تعریف و توصیف فرما چکا ہے اور بعد میں جو باتیں ان سے منسوب یا منقول ہیں وہ قابل تاویل ہیں اس لئے کہ محقق و معلوم کو مشکوک و مہموم چیز باطل

نہیں کر سکتی۔ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: صحابہ کی ایک جماعت جس نے حضرت علی کی طرف سے مدافعت کی اور ان کی معیت میں جبل و صفین میں شریک ہوئے۔ اس چیز سے حضرت علی کا خلیفہ نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی مخالفین کی گمراہی ثابت ہوتی ہے کیونکہ مسئلہ خلافت حقیقت میں اختلافی و نزاعی تھا اسی نہیں بلکہ اختلاف قاتلین عثمان سے جدید یا بدیر بدلہ لینے میں تھا اس میں بھی اختلاف اجتہادی تھا کیونکہ ان حضرات گرامی میں کون بھی فاسق و گمراہ نہ تھا اسی قور پر تمام علماء کا اعتماد ہے اس شرح فقہ اکبر میں ہے کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر مجتہد تھے اور ان سے خطا اجتہادی واقع ہوئی ہے کیونکہ ظاہری دلائل سے قتل عمد پر قصاص واجب ہے۔ اس لئے کہ امام السہلین کا خرن فہرہ پھیلانے کے لئے بہایا گیا صحیح سے تاویل فاسد کو ملایا گیا اور مواخذہ میں توقف علم خفی ہے جس پر حضرت علیؑ کو دسترس حاصل تھی کیونکہ رسول اللہ نے آپ سے فرمایا تھا اِنَّكَ تَقَاتِلُ عَلِيَّ النَّسَابِ كَمَا تَقَاتِلُ عَلِيَّ التَّنَزِيْهِ (آپ سے تاویل پر جنگ کی جائے گی جیسا کہ تنزیل پر کی گئی ہے) چنانچہ بعد میں دونوں صحابی اپنے اپنے پر نام تھے اور حضرت عائشہ بھی پچھتائی تھیں اور اتنا روئیں کہ دوپٹہ تر ہو جاتا حضرت معاویہ کی خطا اجتہادی تھی اور انہوں نے اس پر اصرار بھی نہیں کیا کہ انہیں فاسق کہا جائے۔

کیا حضرت معاویہ باغی تھے | اہلسنت و جماعت نے انہیں باغی کہنے میں اختلاف کیا بعض نے اس سے روکا لیکن دوسرے اگر وہ رسول اللہ کا وہ حدیث پیش کرتا ہے جس میں آپ نے عمار بن یاسر سے فرمایا تھا: تَقَاتِلْ نَفْسَ الْبَاطِلِیَّةِ۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں: ہم صحابہ کا حرم ذکر خیر ہی کرتے ہیں اور اہلسنت و

و جماعت کا طریقہ بھی یہی ہے کہ صحابہ کا ذکر خیر ہی کیا جائے ان پر لعن و طعن و تشنیع اور اعتراض و انکار نہ کیا جائے اور ان سے سزا دینی نہ کی جائے کیونکہ ان حضرات نے رسول اللہ کی صحبت پائی ہے اور ان کے فضائل و مناقب آیات و احادیث میں بکثرت موجود ہیں اور فرمایا بعض کی آپس میں مشاجرات و محاربات اور اہلبیت رسولؐ کے حقوق میں کوتاہی منقول ہے اس میں اول تو تحقیق و تحقیق کی جائے اگر ایسی کوئی چیز ثابت بھی ہو تو اسے گفتہ ناگفتہ اور شنیدہ نہ شنیدہ کر دیا جائے کیونکہ ان حضرات کی صحبت مع النبی یقینی ہے اور روایات اطمینانی چنانچہ ظن یقین کا معارض نہیں اسی لئے ظن سے یقین متروک رہتا۔

چنانچہ سرحد دار السلام پر آبار حضرات میں حضرت معاویہؓ حضرت عمر بن عاصؓ اور میسرۃ بن شعبہؓ وغیرہم کی کچھ باتیں ایسی ہیں جو حد تو اتر کر پہنچی ہوئی ہیں جن سے باطن میں کدورت اور دل میں وحشت پیدا ہوتی ہے لیکن جو لوگ مشائخ اہلسنت و جماعت کے تالبع ہیں اپنی زبانوں کو بند رکھتے ہیں اور ان حضرات کے بارے میں کوئی نازیبا کلمہ زبان پر نہیں لاتے آٹھار میں ہے کہ جنگ صفین میں حضرت معاویہؓ کے لشکر سے ایک گرفتار شدہ آدمی حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر کیا گیا حاضرین میں سے ایک آدمی کو اس پر رحم آگیا اور کہنے لگا کہ سبحان اللہ میں تو انہیں بہت اچھا مسلمان سمجھتا تھا افسوس کہ آخر ان کی یہ حالت ہو گئی۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا کیا کہہ رہے ہو۔ وہ انہی بھی مسلمان ہیں۔

حضرات صہ کرام پر لعن و طعن اور دشنام ہرازی اگر دلیل قطعی کے خلاف ہے تو کفر ہے جیسے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی جائے۔ معاذ اللہ من ذلک۔ ان کی طہارت و امن نصوص قرآنیہ سے ثابت ہے اور اگر دلیل قطعی سے ثابت نہ ہو تو بدعت و فسق ہے۔

منشأ اختلاف شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ تمکین الایمان میں فرماتے ہیں شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علیؓ (حق اللہ ہوئے کی بنا پر) خود بخود خلیفہ متعین ہو گئے کیونکہ مجلس شوریٰ میں حضرت عثمانؓ کے بعد آپ کی خلافت پر اتفاق ہو چکا تھا آپ اہل حل و عقد کے اجماع سے خلیفہ برحق اور امام مطلق ہوئے اور مخالفین کی نظر سے جو نزاع آپ کے دور خلافت میں ہوا استحقاق خلافت اور حق امامت میں نہیں تھا بلکہ اس بغاوت و خروج کا منشأ اجتہاد میں خطا تھی کہ حضرت معاویہ اور حضرت عائشہؓ قائلین عثمانؓ کو خودی سزا دینے کے حق میں تھے اور حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہ تاخیر کے حق میں تھے۔

علامہ جمال الدین محدث روضۃ الاحباب فی سیر النبی وآلہ والا صحابہ میں فرماتے ہیں واضح ہو کہ بعض صحابہ کرام کی آپس میں مخالفت و مخالفت اہل سنت کے نزدیک نفسانیت پر نہیں بلکہ اجتہاد پر محمول ہے۔ اس سلسلہ (مخالفت و مخالفت) کی تمام روایات تاویلات اور محامل صحیحہ کے قابل ہیں۔ اگرچہ ان میں بعض روایات ایسی بھی ہیں جن کی کوئی مناسب تاویل نہیں کی جاسکتی لیکن میں کہتا ہوں اول تو یہ باتیں بطریق اخبار منقول ہیں۔ دوم یہ کہ ان کے راوی اکثر ضعیف اور کذاب ہیں دونوں صورتوں میں آیات قرآنی اور احادیث مشہورہ کے مقابل میں نہیں آ سکتی۔ اس صورت حال کے پیش نظر مناسب یہی ہے کہ ان اخبار و روایات کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام پر طعن و تشنیع نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ ان حضرات پر طعن و تشنیع آخرت میں نقصان اور خسارہ کا سبب ہے اور اس طریقہ پر جو لوگوں کی خبروں سے کتاب و سنت کا ابطال بھی لازم نہیں آئے گا اس سلسلہ میں جو وعیدیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔ ان کا خیال رکھنا

چاہئے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے۔

علامہ ابو الفتح محمد بن اسماعیل المتوفی میں توفیر صحابہ کرام کے بیان میں فرماتے ہیں کہ تمام سنیوں کے لئے لازمی ہے کہ صحابہ کرام کو بنظر تعظیم دیکھیں اور کسی صاحب میں بھی ان لغوس قدسیہ کے سلسلہ میں زبان درازی نہ کریں کیونکہ رسول اللہ نے اس فتنہ سے امت کو کٹا کر تہذیب فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ اصحابہ رضوانہ علیہم اجمعین سے غرضاً خودی نفسی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سیدہ ہوا نفق (احدکم منہم احد ذہباً مالا مالک احدہم ولا نصفہ) میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سب اعزرت سے ڈرو اور انہیں اعتراضات کا نشانہ نہ بناؤ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانت ہے کہ اگر تم احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کرو تو بھی اس اجر و ثواب کو نہیں پاؤ گے اور نہ اس کا آدھا جو میرے صحابہ کو ملے گا اس سے شیطان تعصب اور نفس پرستی سے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتا رہتا ہے کہ صحابہ کرام کی آپس کی مخالفت دین کی وجہ سے ہے۔ رسول اللہ کے بعد ان کی میرت میں تفرقہ کیا گیا تھا آپس میں جنگ کی خونریزی کی مسلمانوں کو فتنے میں مبتلا کیا۔

اس کے متعلق پہلے یہ بات ذہن میں راسخ کر لینی چاہئے کہ وہ بہر کیفیت آدمی تھے ورنہ ابھی نہ تھے اور منصب نبوت پر بھی فائز نہ تھے کہ گناہوں سے معصوم ہوتے ان سے فعل تو ہو سکتی ہے لیکن رسول اللہ کے شرف محبت و مجلس کی وجہ سے اس پر اہل ایمان نہیں جب بھی ایسا موقع آیا تو حق بات کی وضاحت کے بعد خود احق کی طرف مائل ہو گئے۔ اس بارے میں اہل حق کا مذہب بھی یہ ہے کہ بندہ صرف گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا (اس کی دلیل عنقریب آئے گی) اور اگر کافر نہیں ہوتا تو لازماً مومن ہو گا۔ تو مومن فاسق کو بھی سب و شتم کرنا جائز نہیں چہ جائیکہ صحابہ کرام کی بڑائی کی

جائے جن کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عزت و حرمت کی وصیت فرمائی ہے اور ان کی عیب جوئی پر سزا کی ہے اور فرمایا میرے صحابہ سے کچھ نامناسب چیزوں کا صدور ہو گا لیکن آپ لوگ ان پر نکتہ چینی نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ میرے سبب ان کی اس قسم کی باتوں سے درگزر فرمائے گا (اس مسئلہ میں احادیث کثیرہ موجود ہیں)

امام غزالی کا نقطہ نظر | امام غزالی علیہ الرحمہ کیلئے سعادت میں اعتقاد کے بیان میں فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے تمام

رسولوں کے آخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا اور مقام نبوت میں وہ کمال عطا فرمایا جس سے زیادتی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اور خاتم الانبیاء بنا کر بھیجا جس کے بعد کوئی نبی و رسول

نہیں آسکتا۔ تمام جن و انس کو آپ کی اطاعت و متابعت کا حکم دیا گیا اور تمام غمیوں کا سردار بنایا گیا اور دوسرے انبیاء کرام کے صحابہ سے بہتر صحابہ عطا فرمائے گئے۔

عمر بن عبد العزیز کا خواب | اور امام غزالی علیہ الرحمہ کیلئے سعادت کے احوال سردماں کے بیان میں لکھتے

ہیں کہ عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں میں اس محفل میں حاضر ہی ہوا تھا کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں آئے اور ایک مکان میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت عیٰی باہر آئے اور فرمایا قضیٰ فی دنا بیۃ الکعبۃ (واللہ میرا حق ثابت ہو گیا) پھر حضرت معاویہ باہر آئے اور فرمایا قضیٰ فی دنا بیۃ الکعبۃ (اب کعبہ کی

قسم مجھے معاون کر دیا گیا

سعادت معاویہ بغاوت میں خطا پر ہونے کے باوجود معذور ہو کر بیکہ مہمور اہلسنت سے نزدیک خطا اجتہادی کی وجہ سے ماحور و متاثر ہیں۔ اس باب میں مؤرخین کی حکایتیں اور قصے ہے سرد پائیں اگر ان چیزوں کو تسلیم بھی کر لیں تو بھی معذور علیہ السلام کی شرف محض اور وعدہ کے مطابق صحابہ کرام خطاؤں سے پاک اور معذور ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر کوئی یہ کہے کہ تحفہ اثنا عشریہ (تصنیف شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ) میں مافضیوں اور اہلسنت کے سلسلہ میں سوال و جواب میں مذکور ہے۔ سوال، کہ جب آپ انہیں (حضرت معاویہ کو) باغی و متغلب سمجھے ہیں تو ان پر لعنت کیوں نہیں کرتے؟

جواب، اہلسنت و جماعت کے نزدیک مرتکب کبیرہ پر لعنت جائز نہیں اور باغی مرتکب کبیرہ ہے اس لئے اس پر لعنت جائز نہیں اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ تحفہ اثنا عشریہ میں شاہ صاحب کا مخاطب فرقہ مخالفت سے ہے اس لئے اسے مبنی پر تنزیل سمجھا جائے گا ورنہ جمہور کی مخالفت کے ساتھ ساتھ اپنے والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب ازالۃ الخفا کے مخالفت لازم آئے گی حالانکہ آپ تحفہ اثنا عشریہ میں اس کتاب کا حوالہ دے چکے ہیں مثلاً حضرت معاویہ مجتہد مغلط ہیں اور شبہ سے تمسک کی وجہ سے معذور ہیں۔ اس پر قصہ اہل مجلس کی طرح میزان شرع میں نے بہت واضح دی ہے اور شیخ المشائخ حضرت شیخ احمد سرہندی نے اپنے

مکتوبات میں جو قول نقل کیا ہے اس کے بھی مخالف ہے مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ بزرگ ہیں اور ان کا ذکر عزت و احترام سے کرنا چاہئے خطیب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہ اللہ اختار من و اختار لہ اصحاب و اختار لہ منهم اصهاراً و انصاراً فمن حفظہ فیہم حفظہ اللہ ومن اذانی فیہم اذا ذاک اللہ (بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے صحابہ کو پسند کیا انہیں میرے لئے مددگار اور شہداء داری کے لئے پسند کیا جس نے ان کے بارے میں مجھے محفوظ رکھا اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھے گا اور جس نے ان کے بارے میں مجھے اذیت و تکلیف دی اللہ تعالیٰ اسے اذیت و تکلیف دے گا۔)

اور طبرانی ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا من سب اصحابی فعلمہ عنہ اللہ و ابدتکۃ الدنیا من اجمعین (جس نے میرے صحابہ کو برا کہا اس پر اللہ تعالیٰ ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے) ابن عدی حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا ان شرار اُمَّتٍ اَجَدَ اُحْصَ عَلٰی اُفْحٰبِی (میری امت کے شر پر میرے صحابہ پر جرات کریں گے) ان حضرات کے اختلاف کو اچھی چیز پر محمول کرنا چاہئے اور جو اوہوس پر قیاس نہ کرنا چاہئے کیونکہ ان حضرات کے اختلاف اجتہاد اور تاویل پر مبنی ہیں اور جمہور اہلسنت و جماعت کا یہی مذہب ہے۔

خطا اجتہادی یہ بات پیش نظر ہے کہ حضرت علیؓ سے مقابلہ و قتال کرنے والے خطا پر تھے اور حق حضرت علیؓ کے ساتھ تھا چونکہ یہ خطا اجتہادی تھی اس لئے ان حضرات کو ملامت اور ان سے مراندہ نہیں کیا جاسکتا جیسا کہ شارح مواقف نے کہا ہے کہ اختلاف جہل اور صفین اجتہاد

پر مبنی تھا شیخ ابوشکر سلمیٰ نے تمہید میں تصریح کی ہے کہ اہلسنت و جماعت اس پر متفق ہیں کہ حضرت معاویہ اور ان کے معاونین خطا پر تھے لیکن یہ خطا خطا اجتہادی تھی شیخ ابن حجر کی صواعق موقدہ میں لکھتے ہیں کہ اہلسنت کے معتقدات میں یہ ہے کہ حضرت معاویہ کا حضرت علیؓ سے اختلاف اجتہاد پر مبنی تھا اور جو شارح مواقف نے لکھا ہے کہ بہت سے صحابہ کا قول ہے کہ یہ اختلاف اجتہاد پر مبنی نہیں۔ اس قول میں کون سے صحابہ مراد ہیں (ان کی وضاحت نہیں ہے) اہلسنت کا قول گذشتہ اوراق میں آپ پڑھ چکے ہیں اور علماء امت کی کتابیں اس خطا کے خطا اجتہادی ہونے پر شاہد ہیں امام غزالی اور قاضی ابوبکر کا بھی یہی قول ہے اسی وجہ سے حضرت علیؓ سے لڑنے والوں کی تفصیل و تفسیق جائز نہیں۔ قاضی عیاض شفافین فرماتے ہیں کہ جو شخص صحابہ رسول مثلاً حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علیؓ حضرت معاویہ اور حضرت عمر و ابن عاص میں سے کسی ایک پر سب و شتم کرے یا ان کی تفصیل و تکفیر کرے تو اسے قتل کر دیا جائے اور اگر ائمہ کرام پر سب و شتم کرے تو اسے سخت ترین سزا دی جائے۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ کی طرف سے لڑنے والوں کی تکفیر جائز نہیں جیسا کہ خوارزمی نے کی اور اسی طرح ان کی تفسیق بھی جائز نہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے اور شارح مواقف نے کہا ہے کہ صحابہ نے ان حضرات کی طرف فسق کی نسبت کی ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے جب کہ حضرت عائشہؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور دیگر بے شمار صحابہ کرام اس میں شریک تھے بلکہ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ جنگ جمل میں شہید ہوئے جب کہ حضرت معاویہ کا واقعہ جس میں انہوں نے تین ہزار لشکر کے ساتھ خروج کیا (اور معرکہ صفین پر پابوا بہت بعد کا ہے۔)

ان حضرات کو فاسق کہنے کی جرأت دیا کر سکتا ہے جس کے دل میں مرض اور باطن میں خبیث ہو۔ حضرت معاویہ کے بارے میں بعض علمائے جو لفظ جو استعمال کیا ہے اور کہا ہے کان اماماً جائزاً اس سے مراد وہ جو نہیں جس کا معنی فسق و ضلالت ہے بلکہ اس سے مراد حضرت علی کی موجودگی میں خلافت کا عدم تحقق ہے اور یہ قول مذہب اہلسنت کے مطابق ہے۔ اور باب استقلات خلافت مقصود الفاظ کے استعمال سے اجتناب کرتے ہیں اور خطا اجتہادی سے زیادہ کچھ نہیں کہتے۔ اس سے زیادہ الفاظ جائز بھی کیسے ہو سکتے ہیں کیونکہ امام ابن حجر عسقلانی مواعق محرقہ میں لکھتے ہیں۔ قد صح انہ کان اماماً عادلاً فی حقوق اللہ سبحانہ فی حقوق المسلمین (بے شک وہ حقوق الہی اور حقوق مسلمین میں امام عادل تھے)

مولانا جامی پر اعتراض مولانا عبد الرحمن جامی علیہ الرحمہ اس خطا کو خطا مکرر سمجھتے ہیں حقیقتاً یہ زیادتی ہے بلکہ خطا پر اضافہ زیادتی ہے اور اس کے بعد مولانا جامی کا یہ فرمانا کہ اگر اوستحق لعنت است الخ

بالکل نامناسب ہے اس مقام میں نہ کوئی اشتباہ ہے اور نہ ہی یہ تردید کی جگہ ہے۔ اگر زید کے بارے میں لکھتے تو اس میں گنجائش متقی لیکن حضرت معاویہ کے بارے میں ایسا قول نامناسب ہے۔ ثقہ اسناد سے حدیث میں یہ روایت موجود ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاویہ کے بارے میں فرمایا۔

لہ مولانا جامی کی کتاب کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ مترجم۔

اَللّٰهُمَّ عَلِمْلَهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالْحِسَابَ وَقَبِ الْعَذَابَ
(اے اللہ انہیں (حضرت معاویہ) کتاب و حکمت اور حساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے محفوظ رکھ)

ایک دوسری روایت میں آپ نے فرمایا۔
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَادِیًا وَمُهَذَّبًا (اے اللہ انہیں ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا)

آپ کی دعا یقیناً مقبول و منظور بارگاہ غلو وندی ہے۔ اصل میں اس مقام میں مولانا جامی سے سہو و نسیان ہو گیا ہے اور وہی مولانا جامی نے حضرت معاویہ کا نام لینے کے بجائے "ان صحابی دیگر" (وہ دوسرے صحابی) کے الفاظ استعمال کئے۔ یہ بھی مولانا کی ناخوشی پر ولالت کر رہے ہیں۔ مَا بَيْنَا لَكَ تَوَاضَعْنَا (اِنْ تَلَيْتْنَا)۔

امام شعبی پر اعتراض کا جواب حضرت امام شعبی سے جو کچھ حضرت معاویہ کی مذمت میں منقول ہے اس کے بارے میں حق بات تو یہ ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ کی طرف فسق کی نسبت کبھی نہیں کی اور وہ حضرت معاویہ کو ہمیشہ اس سے بالا تر سمجھتے رہے۔

ہمارے امام حضرت ابو حنیفہ چونکہ امام شعبی کے شاگرد ہیں اس لئے ہمارے لئے ضروری و لازمی تھا کہ ہم ہر ثقہ و صدق اس روایت کا ذکر کرتے۔ امام شعبی کے معاصر حضرت امام مالک جو تابعی اور آئندہ علماء مدینہ ہیں حضرت معاویہ اور

سنہ امام شعبی کے اس قول کا ماخذ ذکر نہیں کیا گیا (مترجم)

حضرت عمرو بن عاص پر سب دشتم کرنے والے کو واجب القتل سمجھتے ہیں تھے۔ اگر یہ حضرات ایسے ہوتے تو امام مالک کیسے ان پر سب دشتم کرنے والے کو واجب القتل سمجھتے اس سے معلوم ہوا کہ آپ اسے کبار میں شمار کرتے تھے ورنہ حکم قتل نہ لگاتے۔ حضرت امام مالک حضرت معاویہ کی برائی کو حضرت ابو بکر حضرت عمر اور حضرت عثمان کی برائی کی طرح تصور کرتے تھے چنانچہ حضرت معاویہ کسی مذمت و ملامت کے مستحق نہیں ہیں۔

حضرت معاویہ پر تنقید زندقیوں کا کام ہے اے برادر حضرت میں اکیلے نہیں بلکہ کم و بیش نصف صحابہ کرام آپ کے ساتھ شریک ہیں چنانچہ حضرت معاویہ کی معیت میں حضرت علی کے ساتھ جنگ کرنے والوں کو اگر کافر و فاسق کہا جائے تو دین مبین کے اس حصہ سے دستبردار ہونا پڑے گا جو ان حضرات کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ اس کو صرف زندیق ہی جائز قرار دے سکتے ہیں۔ جن کا مقصد دین مبین کا ابطال ہوتا ہے۔

مبدأ اختلاف اے برادر۔ اس فتنہ کا منشاء قاتلین عثمان سے تھا۔ حضرت زبیر میدان میں آئے اور حضرت عائشہ صدیقہ نے ان حضرات کی مخالفت و معاونت کی جنگ جمل (حضرت علی) اور ان حضرات کے مابین ہوئی اور تیرہ ہزار آدمی شہید ہوئے۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر جو کہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ اس جنگ کا سبب قاتلین عثمان سے قصاص میں تاخیر کرنا تھا۔ اس کے بعد حضرت معاویہ بھی اس گردہ میں شامل ہو گئے اور

معزکہ صفین برپا ہوا۔ حضرت امام غزالی نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ اختلاف حق خلافت میں انہیں تھا بلکہ حضرت علی سے مطالبہ قصاص تھا۔ امام ابن حجر مکی نے بھی اس قول کو اہلسنت کے معتقدات میں شمار کیا ہے۔ اکابر حنفیہ حضرت شیخ ابو حنیفہ سلمیٰ مندرجہ بالا قول سے اختلاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

حضرت معاویہ کا حضرت علی سے اختلاف مسئلہ خلافت میں تھا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاویہ سے فرمایا تھا۔ اِذَا مَلَكَتُ النَّاسَ فَأَنْزِقْ بِهِنَّ (جب تو لوگوں پر حاکم ہو جائے تو نرمی سے پیش آنا) حضرت معاویہ میں اسی وقت خلافت کی امید پیدا ہو گئی تھی لیکن اس اجتہاد میں خطا وار تھے اور حضرت علی حق پر تھے کیونکہ ان کی خلافت کا وقت حضرت علی کے بعد تھا۔ ان دونوں اقوال میں تطابق و توافق اس طرح ہو گا کہ ایتر میں منشاء اختلاف تاخیر قصاص تھا۔ بعد ازیں خلافت کی امید پیدا ہوئی (اور خلافت کے حصول میں جنگ ہونے لگی) بہر صورت یہ اجتہاد ہی مسئلہ تھا اگر خطا وار ہیں تو ایک درجہ ثواب اور اگر حق پر ہیں تو دو درجے ثواب بلکہ دس درجے ثواب ملے گا۔

مشاجرات صحابہ میں سکوت کا حکم اے برادر اس سلسلے میں سب سے اچھی چیز یہی ہے کہ مشاجرات صحابہ میں سکوت اختیار کیا جائے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے آپس کے اختلاف میں پڑنے سے منع فرمایا ہے۔ حدیث میں ہے کہ اَيُّكُمْ وَمَا شَجَرَ بَيْنَ اُنْهَابِ (میرے صحابہ کے آپس کے اختلاف میں خاموش رہو) اور فرمایا اِذَا ذَكَرَ اَصْحَابِي فَاَمْسِكُوا (جب میرے صحابہ

کا ذکر ہو تو زبان قابو میں رکھو) اللہ اللہ فی اصحابی اللہ اللہ فی اصحابی لا
تتخذوہم عنرضاً (میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو میرے صحابہ
کے بارے میں اللہ سے ڈرو انہیں اعتراض کا نشانہ نہ بناؤ) امام شافعی علیہ الرحمہ
فرماتے ہیں اور یہی بات حضرت عمر بن عبدالعزیز سے منقول ہے کہ **فَلَا تَنْتَظِرُوا**
ظَهَرَ اللَّهُ عَنْهَا إِيْدِيْنَا فَلَا تَنْتَظِرُوا عَنْهَا (اس خون سے اڑ تھائی نے
ہمارے ہاتھوں کو غصہ نظر رکھا اور مناسب ہے کہ ہم اپنا زبان اس سے بچائے رکھیں)
اس عبارت سے یہ مفہوم ہو رہا ہے کہ ہمیں ان کی خطا کو زبان پر نہیں
لانا چاہئے اور ان کا ذکر ہمیشہ اچھا ہی سے کرنا چاہئے۔

لعنت زیرید البتہ زیرید فاسقوں کے گروہ میں شامل ہے اس پر لعنت
میں توقف اور سکوت اس لئے ہے کہ اہلسنت وجماعت
کے ہاں یہ قاعدہ ہے کہ شخص معین اگر چہ کافر ہی کیوں نہ ہو اس پر لعنت جائز
نہیں الا یہ کہ اس کے خاتمہ بالکفر کا یقین ہو جیسا کہ ابولہب اور اس کی بیوی میں
اہلسنت کے سکوت کے یہ معنی برگز نہیں کہ وہ مستحق لعنت نہیں بلکہ اس کا
ملعون ہونا آیت کریمہ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ الخ
سے ثابت ہے۔

آخری گزارش اس دور میں اکثر لوگوں نے خلافت و امامت میں
بحث شروع کی ہوئی ہے اور صحابہ کرام علیہم السلام
کی مخالفت کو اپنا نصب العین بنایا ہوا ہے جہلاً مؤرخین اور مردگان اہل بیت
کی تقلید میں صحابہ کرام کو نازیبا الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور ان نفوس قدسیہ
کی طرف نامناسب باتیں منسوب کرتے ہیں۔

چنانچہ میں نے عوام کی ضرورت اور غریبوں کے پیش نظر اپنے علم کی مطابق

جو کچھ جانتا تھا سپرد قریاس کر کے دوستوں اور عزیزوں کو ارسال کیا کیونکہ
حضور علیہ الصلوٰۃ والتیم نے فرمایا۔ اذ اظہرت الفتن اذ قال البدع و
سبہ اصحابی فلیظہر العالم علمہ فمن لم یفعل ذلک فعلیہ
لعنة الله والملائكة والناس اجمعین لا یقبل الله صر فاد لا عد لا
(جب فتنہ ظہر ہو یا بدعت کا رواج ہونے لگے اور میرے صحابہ پر دشنام طرازی
ہونے لگے پس عالم کو چاہئے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے ورنہ اس پر اللہ تعالیٰ فتنوں
اور تمام انسانوں کی لعنت سے نہ ان کے نوافل اور نہ فرض قبول کئے جائیں گے)
چنانچہ اہلسنت وجماعت کے معتقدات کو مدار اعتقاد بنانا چاہئے اور زید عمرو
کی باتوں پر کان نہیں دھرنے چاہئے۔ من گھڑت افسانوں کو مدار اعتقاد بنانا
اپنے آپ کو منائع کرنا ہے صرف گروہ ناجیہ کی تقلید ضروری ہے جس پر نجات
کا مدار ہے۔ اس کے علاوہ امید نجات کہیں بھی وابستہ نہیں کی جاسکتی والسلام
علیکم وعلی سائر من اتبع الهدی والتزم متابعت المصطفیٰ علیہ علی
آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ سر دست اپنے آئمہ کرام کی کتابوں کے حوالوں سے
(یہ مختصر سالہ) پیش کر رہا ہوں اگرچہ اس سے علاوہ دوسری عبارتیں بھی ہیں
لیکن ہم نے اپنے آئمہ کرام کی عبارات کو کافی سمجھتے ہوئے دوسری عبارات کا
تذکرہ نہیں کیا۔

یہ پوری بحث جنگ جبل و صقین کے شرکاء کے بارے میں ہے جن کے
سربراہ حضرات صحابہ کرام تھے لیکن جنگ نہروان کے شرکاء جو کہ محققین کے قول
کے مطابق نہ صحابہ کرام تھے اور نہ وہ مجتہد تھے یا ایں ہمہ حضرت علیؑ کے لشکر سے
علیحدہ ہوئے اور خواہ مخواہ آپ کی تکفیر کی ایسے لوگ فاسق ہیں البتہ ان کے کفر
میں اختلاف ہے تاہم عدم تکفیر کا قول رائج ہے۔ صحیح روایات کے مطابق خود

حضرت علی نے ان کی تکفیر سے انکار کیا ہے چنانچہ امام قسطلانی نے ارشاد
 الساری شرح بخاری امام نووی نے شرح صحیح مسلم ملا علی قاری نے مرقاة شرح
 مشکوٰۃ امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور دوسرے علماء نے اپنی اپنی کتابوں
 میں اس بات کی تحقیق کی ہے ہم نے بغور طوالت ان کتابوں کی عبارتیں نقل
 نہیں کی ہیں مزید تحقیق کے طالب ان کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

والسلام

محب الرسول عبدالقادر ابن مولانا فضل رسول قادری بدایونی کان ائدرہ
 الجواب صحیح صحیح الجواب مجیب نے جو کچھ لکھا مقرون بالاصواب ہے۔

(۱) نور احمد (۲) محمد سراج الحق عفی عنہ (۳) محمد فصیح الدین قادری

حباء الحق و نہ حق الباطل ان الباطل کان نہ هو قاتل۔

(۴) العبد المہین محمد جمیل الدین احمد قادری

اصاب المجیب الجواب صحیح

(۵) محب احمد (۶) محمد فضل المجید القادری۔

تعارفِ مولف

حضرت استاد اعلیٰ مفتی فیض احمد خطیب جامع فریادانیہ گولڑہ شریف اسلام آباد

آپ ۲۶۔ مارچ ۱۹۲۱ء کو پرنس کپانی تھبستی بیکورڈ خانہ کو تحصیل ضلع بکریں ایک مشہور علمی گھرانہ میں پیدا ہوئے جس کے مورث اعلیٰ حضرت میاں محمود آذر ان کے پوتے حضرت حافظ میاں حبیبی سلسلہ عالیہ قادریہ کے مشہور صاحب علم و فہم بزرگ ہونے میں جن کے حالات کتاب مناقب سلطان بابہ جمیں مذکور ہیں آپ کے والد حافظ غلام محمد صاحب علم و فہم حافظ الشیخ صاحب نے استاد الاسلامہ علامہ غلام محمد گھوڑی شیخ الاسلام سید سید ہلال پور سے اکتساب علم کیا اور انہی کے ذریعہ ان کے شیخ طریقت سندھتین حضرت مولانا سید ہریر علی شاہ صاحب گیلانی قادری حنبلی قدس سرہ سے بیعت کا شرف حاصل کیا آپ نے مقامی مڈل سکول میں تعلیم کے علاوہ گھر پر بھی دینی تعلیم حاصل کی اور ۱۹۳۲ء کی ابتدا میں حضرت گولڑوی کی بیعت سے شرف منجے اور حنفی پنجاب کے دینی و دوزمانی مراکضان و دانشرین میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت علامہ گھوڑی کے شاگرد شہزادہ حضرت گولڑی قدس سرہ کے مخلص خیر استاد اعلیٰ حافظ غلام محمد صاحب مدرس جامعہ فقیر احمد لاہور کی خدمت میں درس نظامی کی تکمیل کی اور سندہ حاصل کی۔ استاد صاحب کو آپ کی علمی قابلیت پر اس قدر اعتماد تھا کہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد سندہ میں جامعہ میاں صاحب شہر قہر شریف میں تدریس کے لیے بھیج دیا اور پچیس ہی سال آپ نے درس نظامی کی بڑی بڑی کتابیں پڑھائیں۔ اچھرہ کے قیام کے دوران تحریک پاکستان شروع ہوئی آپ نے اپنے مشائخ کی ہدایت پر جم خیال دینی طلباء کے ساتھ مل کر تحریک میں بھر پور حصہ لیا۔

آپ نے سندہ سے سندہ کی ابتداء تک جامعہ میاں صاحب قہر شریف، جامعہ فقیر احمد، مدرستہ نمائشہ کمان اور جامعہ مسعودیہ پٹان ضلع میانوالی میں سیکڑوں شاغیہ علم کو مستعد کیا اور اپریل ۱۹۴۹ء میں حضرت سیدہ بی بی فاطمہ علیہ الرحمہ کی قادری حنبلی المعروف انوی علیہ الرحمہ کے گھر سے جامعہ قہر شریف گولڑہ شریف میں تدریس فتویٰ لائسی اور خطابت کے فرائض سنبھالے اور انہی کے حسب ارشاد حضرت امینہ پیر علی شاہ گیلانی قادری حنبلی گولڑوی قدس سرہ کی زیر نگرانی سندہ اور جامعہ فضل سوانح مباحثہ نمائشہ کمان کی ہدایت و ہدایتوں تک نہایت قبول ہے نیز حضرت پیر صاحب کی فارسی تصانیف و مخطوطات کا ترجمہ و ترمیم کو آپ کے فتویٰ کو مرثیہ کے شائع کرنے میں بہم خدمت مراد ہوئی ۱۹۴۹ء میں جب کچھ دینی اور سکول انگریزات کا پرچار ملک اسلامیہ میں ہو رہا تھا آپ نے بعد از شریف کی تعلیم اعلیٰ کے معروف ادارہ تربیت الاسلامیہ کے ایک مشہور مام حضرت مولانا شیخ سوانح مباحثہ نمائشہ کمان کے ساتھ پاکستان کے اکثر بڑے شہروں میں مختلف کتب خانہ کے قیام کو لادینی نظریات کے خلاف فتوہ دینے کی بیعت سے خیر و کیا اور شیخ مذکورہ خطبہ کے خطبات کی ترویج کی جس پر انہوں نے آپ کو اپنے ادارہ کی طرف سے اعزازی سندوی شیخ مذکورہ خطبہ جامعہ لاہور صبح کے سندہ مفت میں اور آپ عانی قلم کے شہرہ پر جوینی امریکہ، قریہ اور جلال آباد کی اسلامی تبلیغی مرکز کے سربراہ ہیں۔ اس سے قبل آپ کو پاکستان کی مشہور علمی شخصیت مولانا سید احمد سعید شاہ کا علمی صدر ہمت اہل سنت و جماعت کی طرف سے اپنے جامعہ فور اصول ملک کی اعزازی سندہ فرامانی جو آپ کی دینی خدمات کے اعتراف کا مظہر ہے۔